

سلسلہ
اشاعت
شمارہ 16

الرائج الاطل شریف کی حقیقت

تصنیف الطیف

حضور مفسر اعظم شیخ القرآن محمد
ابو مفتی ابو صالح محمد فیض احمد اویسی

«ناشر»

بزم فیضان اویسیہ (باب المدینہ) کراچی

M-125 اویسی کمپیوٹر، صلائی سہیل، میری ویدر ٹاور کراچی

0321-3309750-59 , 0323-2117890-99



۱۲ ربیع الاول کی حقیقت

مصنف

مفسر اعظم پاکستان، سند ال محمدین، امام الوقت، فقیہ العصر، رئیس التحریر

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ، العالی

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على امام الانبياء والمرسلين

وعلى آله الطيبين واصحابه الطاهرين

اما بعد! ہمارے دور میں رسول اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن بارہ ربیع الاول کو جلسے جلوس زوروں پر ہوتے ہیں۔ ہزاروں عیدوں سے بڑھ کر خوشی کا سماں ہوتا ہے وہابی دیوبندی اسکے برعکس بدعت کی رٹ لگاتے رہے اب نیا شوشہ چھوڑا کہ ۱۲ ربیع الاول کو تو حضور ﷺ کی وفات ہے لہذا اس دن خوشی کا کیا معنی دوسرا یہ کہ ولادت ۱۲ ربیع الاول کو نہیں ۹ ربیع الاول کو ہے اسی لئے ۱۲ ربیع الاول کو خوشی منانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ فقیر نے بطور فیصلہ لکھا کہ ۱۴ سو سال سے سرور عالم ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول طے شدہ مسئلہ رہا۔ اس ۹ ربیع الاول کا شوشہ چھوڑنا صرف اسی لئے ہے کہ عوام میں شک و شبہ پیدا ہوگا تو وہ اپنے نبی پاک ﷺ کی عقیدت و محبت کو چھوڑ بیٹھیں گے۔ حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے۔ بلکہ اگر تم بارہ ربیع الاول کے بجائے ۹ کو جشن عید میلاد النبی ﷺ مناؤ تو وہ اسی جوش و جنون کے ساتھ تمہارے ساتھ ہونگے جیسے ۱۲ ربیع الاول ہمارے ساتھ ہوتے ہیں بلکہ اگر تم یہ جشن ۹ کو مناؤ تو ہم بھی تمہارے ساتھ ہوں گے اور ۱۲ ربیع الاول کو بھی ہم اپنے طور پر منالیں گے لیکن تمہارا مقصد تو جشن عید میلاد النبی کو بند کرنا ہے اس خیال است و محال ست جنوں۔

وجہ تالیف

کچھ عرصہ سے ہر سال ربیع الاول شریف کے مبارک مہینہ میں پاکستان کے مختلف شہروں سے ایک اشتہار شائع کیا جاتا ہے کہ جناب ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو تو حضور کا وصال ہوا تھا جو لوگ اس دن خوشیاں مناتے ہیں ان کو شرم آنی چاہیے وغیرہ وغیرہ۔ فقیر نے انہی شرم کے درس دینے والوں کیلئے یہ رسالہ ہدیہ ناظرین کیا ہے۔

مقدمہ

میاں عبدالرشید مرحوم نے عقلمندانو کے عنوان سے نور بصیرت کے کالم میں لکھا کہ۔ آغاز بہار تھا کہ شگوفے چمک رہے تھے پھول کھلکھلا رہے تھے ہوائیں کیف و سرمستی کی کیفیت تھی مگر عقلمندانو ایک ویران جگہ ادا اس بیٹھا تھا کسی نے پوچھا حضرت آپ کیوں خوشی نہیں مناتے آہ بھر کر بولا مجھے خزاں کے جانے کا غم کھائے جا رہا ہے۔

عید میلاد النبی کا دن تھا فرش سے عرش تک خوشی کے ترانے گائے جا رہے تھے صلوٰۃ و سلام کے تحفے نچھاور کئے جا رہے تھے فضا توپوں کی سلامی سے گونج رہی تھی مگر عین صبح کے وقت جو حضور کی ولادت باسعادت کا وقت تھا ایک مولوی صاحب منہ بسور کر تقریر کر رہے تھے کہ یہ تو سوگ کا دن ہے آج کے دن نبی وفات پا گئے تھے۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور)

فقیر ایسی غفرلہ اہل انصاف سے گزارش کرتا ہے کہ ایسے منہ بسور نے والے ربیع الاول شریف میں برساتی مینڈکوں کی طرح غریب سنیوں کے کان کھائیں گے۔ انکے علاج کیلئے فقیر کے رسالہ ہذا کا مطالعہ بڑا مفید ثابت ہوگا۔ (انشاء اللہ)

ابوالکلام آزاد نے کہا کہ وصال ۱۲ ربیع الاول کو ہرگز نہیں۔ مخالفین اس صاحب کو اپنا امام اور محقق بے مثال مانتے ہیں ہم اسکی تحقیق اسکی اپنی تصنیف سے پیش کرتے ہیں مخالفین اپنی پرانی ضد کی وجہ سے تسلیم نہ کریں گے تو اہل انصاف کیلئے حجت قائم ہو سکے گی۔ حضور محبوب ربانی ﷺ کا وصال ۱۲ ربیع الاول کو بڑے شد و مد سے بیان کیا جاتا ہے کہ اس دن تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر غم کا پہاڑ ٹوٹا تھا اور امہات المؤمنین تصویر حزن و ملال بنی ہوئی تھیں۔ اس لئے اس دن خوشی منانا صحابہ کرام کے زخموں پر نمک پاشی کے مترادف ہے۔ حالانکہ یہ دعویٰ قطعی بے بنیاد ہے۔ مندرجہ ذیل حوالہ جات، دلائل اور ابوالکلام آزاد کے مرتبہ نقشے سے اس دعویٰ کی قلعی کھل جائے گی۔

یہ دلائل اور نقشہ بتاتے ہیں کہ آپ ﷺ کا وصال یکم یا دو تاریخ ربیع الاول بروز پیر ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ بارہ ربیع الاول عید میلاد کا دن خوشیوں کا دن ہے غم و افسوس کا دن نہیں۔ اس دن کوئی صحابی یا مومنوں کی کوئی ماں ہرگز نہیں روئی البتہ اس دن شیطان ضرور رویا

تھا۔

البدایہ والنہایہ جلد ۲ ص ۲۶۶ پر ہے کہ شیطان چار بار رویا ہے۔

حین لعن و حین اہبط و حین ولد رسول اللہ ﷺ و حین نزلت فاتحۃ الكتاب .

اب جس کا جی چاہے بارہ ربیع الاول کو ایلیس کے ساتھ رہ کر گزارے اور جس کا جی چاہے امت مصطفیٰ کے ساتھ مل کر محفل میلاد منعقد کرے اور اظہار مسرت کرے۔

حافظ ابن کثیر نے لکھا

(۱) **قال یعقوب بن سفیان عن یحییٰ بن بکیر عن اللیث انه قال توفي رسول الله ﷺ يوم الاثنين ليلة غلت من ربيع الاول.**

(البدایہ والنہایہ ص ۳۵۱ جلد ۲)

یعنی پیر کے دن ربیع الاول کی ایک رات گزرنے پر وصال فرمایا۔

(۲) علامہ محمد بن سعد۔۔۔ محمد بن قیس سے مروی ہے کہ حضور ۱۹ صفر ۱۱ھ چہار شنبہ کو بیمار ہوئے آپ تیرہ رات بیمار رہے اور آپ کی وفات ۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دوشنبہ ہوئی۔

(طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۳۱۶)

(۳) امام ابوالقاسم سہیلی نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کا وصال مبارک بارہ ربیع الاول کو کسی صورت بھی درست نہیں ہو سکتا۔ ۱۰ھ کا حج جمعہ کے دن ہوا۔ اس حساب سے ذی الحجہ کی یکم نہیں (جمعرات) کو ہوئی۔ اس کے بعد فرض کریں۔ تمام مہینے تیس دنوں کے ہوں یا تمام مہینے انتیس دنوں کے یا بعض انتیس دنوں کے تو کسی طرح بھی بارہ ربیع الاول کو پیر کا دن نہیں آتا۔

(البدایہ والنہایہ ص ۳۴۰ جلد ۲)

(۴) نواب صدیق حسن خاں نے لکھا وقوف آپ کا عرفات میں دن جمعہ کے ہوا۔

اس دن **آیہ الیوم اکملت لکم دینکم** نازل ہوئی۔ (شامہ غبریہ ص ۸۰)

(۵) مولوی اشرف علی تھانوی۔۔۔ اور بارہویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا کیونکہ اس سال ذی الحجہ کی نویں

تاریخ جمعہ کی تھی اور یوم وفات دوشنبہ (پیر) ثابت ہے۔ پس جمعہ کو نویں ذوالحجہ ہو کر بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو کسی طرح نہیں ہو سکتی۔

(نشر الطیب ص ۲۴۱)

(۶) ابوالکلام آزاد۔۔۔ اپنے مقالات کا مجموعہ ”رسول رحمت“ جس میں وصال شریف کی تاریخ ابوالقاسم سہیلی کے فارمولے کی روشنی میں لکھتے ہیں۔ حساب کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) ذی الحجہ، محرم اور صفر تینوں کو تیس دن فرض کیا جائے، یہ صورت عموماً ممکن الوقوع نہیں۔ اگر واقع ہو تو دوشنبہ ۶ ربیع الاول کو ہوگا یا تیرہ ربیع الاول کو۔

(۲) ذی الحجہ، محرم اور صفر تینوں مہینوں کو انتیس دن کے فرض کیا جائے۔ ایسا بھی عموماً واقع نہیں ہوتا۔ اس صورت میں دوشنبہ ۲ ربیع الاول کو اور ۹ ربیع الاول کو ہوگا۔

ممکن الوقوع صورتوں کا نقشہ

نمبر شمار	صورت	دوشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ
۱ ذی الحجہ ۳۰، محرم و صفر ۲۹	۱	۸	۱۵	
۲ ذی الحجہ و محرم ۲۹ صفر ۳۰	۱	۸	۱۵	
۳ ذی الحجہ ۲۹ محرم ۳۰ صفر ۳۰	۱	۸	۱۵	
۴ ذی الحجہ ۳۰ محرم ۲۹ صفر ۳۰	۷	۱۴	۲۱	
۵ ذی الحجہ ۳۰ محرم ۲۹ صفر ۲۹	۷	۱۴	۲۱	
۶ ذی الحجہ ۲۹ محرم و صفر ۳۰	۱	۸	۱۵	

ظاہر ہے کہ ان صورت میں سے صرف یکم ربیع الاول ہی صحیح اور قابل تسلیم ثابت ہے۔ اس کی تصدیق مزید یوں بھی ہو سکتی ہے کہ یوم وقوف عرفات سے مہینوں کے طبعی دور کے مطابق حساب کر لیا جائے ۹ ذی الحجہ ۱۰ھ کو جمعہ تھا اور یکم ربیع الاول ۱۱ھ کو لازماً دوشنبہ ہوگا۔ یہ بھی معلوم ہے کہ حجۃ الوداع کے یوم سے وفات تک اکاسی (۸۱) دن ہوتے ہیں۔ اس حساب سے بھی دو شنبہ یکم ربیع الاول ہی کو آتا ہے۔

غرض یکم ربیع الاول ۱۱ھ ہی صحیح تاریخ وفات معلوم ہوتی ہے اس کی متوازی عیسوی تاریخ ۲۵ یا ۲۶ مئی ۶۳۲ء نکلتی ہے

(رسول رحمت ص ۲۵۴)

نوٹ :

اسکے علاوہ بی شمار حوالہ جات پیش کئے جاسکتے ہیں اہل انصاف کیلئے اتنا کافی ہے اور ضدی کیلئے دفتر بھی ناکافی۔

سوگ یا سُورور:

جب کا کوئی عزیز مر جائے تو اس کا زیادہ سے زیادہ تین دن سوگ ہوتا ہے ہاں روافض کی رسم ہے کہ سال بسال سوگ مناتے ہیں جو لوگ نبی پاک ﷺ کو مردہ مانتے ہیں وہ بے شک سوگ منائیں ہم اہلسنت تو اپنے نبی کریم ﷺ کو ہمیشہ دائمی زندہ مانتے ہیں اور زندہ کا ماتم نہیں ہوتا بلکہ اس کیلئے فرحت و سرور ہوتا ہے ہاں موت کے ہم قائل ہیں لیکن انبیاء کو اجل آنی ہے فقط آنی ہے۔ اس موت کی تاریخ جمہور کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول نہیں اگر کوئی قول ہے تو اس کا جواب ملاحظہ ہو۔

سوال:

اسی دن آپ ﷺ کا وصال بھی ہوا اس پر غم کیوں نہیں کیا جاتا ہے؟

جواب:

امت کے حق میں حضور ﷺ کی ولادت اور رحلت اطہر دونوں رحمت ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور ﷺ نے فرمایا میری ظاہری حیات اور میرا وصال دونوں تمہارے لئے باعث خیر ہیں۔

حیاتی خیر الکم وموتی خیر لکم (شفاء شریف جلد ۲ ص ۱۹)

دوسرے مقام پر اسکی حکمت ذکر کرتے ہوئی فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر اپنا خاص کرم کرنے کا ارادہ فرما لیتا ہے تو اس امت کے نبی کو وصال عطا کر کے اس امت کے لئے شفاعت کا سامان کر دیتا ہے اور جب کسی امت کی ہلاکت کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی ظاہری حیات میں ہی عذاب میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیتا ہے اور اس امت کی ہلاکت کے ذریعے اپنے پیارے نبی کی آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرماتا ہے۔

اذا اراد الله رحمة بامة قبض نبيا قبلها فجعله لها فرطاو سلفها واذا اراده هلكة امة عذبها ونبها حتى فاهلكها وهو ينظر فاقر عينيه بهلكتها حين كذبوه وعصوا امره (مسلم)

فائدہ:

مذکورہ حدیث میں لفظ ”فرط“ کی تشریح کرتے ہوئے ملا علی قاری لکھتے ہیں۔

اصل الفرط هو الذي يتقدم الواردين يهينى لهم ما يحتاجون اليه عند نزولها في منازلهم ثم استعمل لشفيع فيمن خلفه (مرقات)

”فرط“ کسی مقام پر آنے والوں کی ضروریات اُن کی آمد سے پہلے مہیا کرنے والے شخص کو کہا جاتا ہے۔ پھر اپنے بعد آنے والے کی سفارش کرنے والے کے لئے مستعمل ہونے لگا۔

فائدہ:

اس امت پر اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی عنایت ہے کہ آخرت میں پیش ہونے سے پہلے اس کے لئے حضور ﷺ کو شفیع بنا دیا گیا۔ اسی لئے آپ نے فرمایا میرا وصال بھی تمہارے لئے رحمت ہے۔ جب یہ بات طے پاگئی کہ امت کے حق میں دونوں رحمت ہیں تو اب دیکھنا یہ ہے کہ ان دونوں میں نعمتِ عظمیٰ کون سی ہے؟ تو ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری امت کے حق میں ایسی عظیم نعمت ہے کہ اس کے ذریعے ہی دوسری ہر نعمت حاصل ہوئی۔

امام جلال الدین سیوطی مذکورہ سوال کا جواب دیتے ہوئے اصول شریعت بیان کرتے ہیں کہ

وقد امر الشرع بالعقيدة عند الولادة وهي اظهار شكر و فرح بالمولود ولم يامر عند الموت بدبح ولا بغيره بل نهى عن النياحة واظهار الجزع فدللت قواعد الشريعة على انه يحسن في هذا الشهر اظهار الفرح بولادته ﷺ دون اظهار الحزن فيه بوفاة

(حسن المقصد في عمل المولد الحاوی للفتاویٰ)

شریعت نے ولادت کے موقع پر عقیقہ کا حکم دیا ہے اور یہ بچے کے پیدا ہونے پر اللہ کے شکر اور خوشی کے اظہار کی ایک صورت ہے لیکن موت کے وقت ایسی کسی چیز کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ نوحہ، جزع وغیرہ سے منع کر دیا ہے۔ شریعت کے مذکورہ اصول کا تقاضا ہے کہ ربیع الاول شریف میں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت پر خوشی کا اظہار کیا جائے نہ کہ وصال پر غم۔

اسی مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے مفتی عنایت احمد کاکوروی حرمین شریفین کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ اس محفل میں ذکر وفات شریف نہ چاہیے اس لئے کہ یہ محفل واسطے خوشی میلاد شریف کے منعقد ہوتی ہے۔ ذکر غم جانکاہ اس محفل میں نازیبا ہے۔ حرمین شریفین میں ہرگز عادت ذکر قصہ وفات کی نہیں ہے۔

(توارخ حبیب اللہ ص ۱۵)

اور پھر آپ ﷺ کا وصال ایسا نہیں جو امت سے آپ ﷺ کا تعلق ختم کر دے بلکہ آپ ﷺ کا فیضانِ نبوت تا قیامت جاری ہے۔ اور آپ ﷺ برزخی زندگی میں دنیاوی زندگی سے بڑھ کر حیات کے مالک ہیں۔ حضرت ملا علی قاری نے آپ کے وصال کے بارے میں کیا خوب فرمایا ہے۔

لیس هناك موت ولا فوت بل انتقال من حال الى حال (مرقات)

کہ یہاں نہ موت ہے اور نہ وفات بلکہ ایک حال سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتا ہے۔

ولادت ۱۲ ربیع الاول یا ۹

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ مسلمانانِ عالم شروع ہی سے متفقہ طور پر یومِ ولادت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ۱۲ ربیع الاول کو مناتے چلے آ رہے ہیں اور آج بھی یہ مبارک دن دنیا کے تمام ممالک میں ۱۲ ربیع الاول ہی کو نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ مدینہ منورہ میں بھی اسی تاریخ کو حجازی مسلمانوں کا ایک عظیم الشان اجتماع ہر سال انعقاد پذیر ہوتا ہے۔ ایامِ حج کے اجتماع کے بعد اسے سب سے بڑا اور شاندار اجتماع کہا جاسکتا ہے۔ اہالیانِ مدینہ طیبہ اپنے اپنے گھروں میں بھی اسی تاریخ کو میلاد شریف کی محافل منعقد کرتے ہیں، لیکن اس کی زیادہ تشہیر نہیں کی جاتی۔ دنیا میں کوئی ایسا ملک یا علاقہ نہیں، جہاں ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ کسی اور تاریخ کو یومِ ولادت منایا جاتا ہو۔ بعض مؤرخین نے ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ جو تاریخیں لکھی ہیں یا اُن کے سہو یا کمزور روایات پر انحصار کے نتیجے میں اُن سے لغزش سرزد ہوئی ہے۔ اور اسلامی لٹریچر میں ایسی باتیں یا روایتیں بی شمار ملتی ہیں۔ لیکن جو لوگ میلاد النبی منانے کے مخالف ہیں۔ انہوں نے مؤرخین کے اس سہو یا تسامح سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ اشتباہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ ۱۲ ربیع الاول صحیح تاریخ ولادت نہیں ہے اور موجودہ دور کے بعض سیرت نگاروں نے محمود پاشا فلکی کی علم نجوم اور ریاضی کے ذریعے دریافت کی ہوئی تاریخ ۹ ربیع الاول کو صحیح قرار دیا ہے۔ حالانکہ سیرت کی اولین کتب میں یہ تاریخ نہیں ملتی اور نہ کسی صحابی یا تابعی کا کوئی قول ۹ ربیع الاول کے باب میں ملتا ہے۔

جمہور کی آواز:

دین و دنیا کا یہ قانون ہے اور ہر ذہن کو قابل قبول ہے کہ بات وہی حق ہوتی ہے جس طرف جمہور ہوں فقیر ذیل میں جمہور از صحابہ کرام تا حال کی تصریحات عرض کرے جس میں متفقہ فیصلہ ہے کہ حضور سرورِ عالم علیہ السلام کی ولادت کریمہ ۱۲ ربیع الاول کو ہے اس کے برعکس نہ صرف ۹ بلکہ ۲ ربیع الاول ۵ ربیع الاول ۱۰ ربیع الاول تمام اقوال ناقابل قبول ہیں اس لئے کہ یہ تمام اقوال خلاف تحقیق یا مؤول ہیں۔

حضور سید عالم ﷺ کی ولادت کے بارے میں حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ نے صحیح اسناد سے روایت فرمایا: **عن عفان، عن سعید بن میناء، عن جابر وابن عباس انهما قالوا ولد رسول الله ﷺ عام الفیل يوم الاثنين الثاني عشر من شهر ربیع الاول.**

”عفان سے روایت ہے وہ سعید بن میناء سے روایت کرتے ہیں کہ جابر اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ

رسول اللہ ﷺ کی ولادت عام الفیل میں سوموار کے روز بارہویں ربیع الاول کو ہوئی۔

فائدہ:

اس حدیث کے راوی ابو بکر بن محمد بن شیبہ بڑے ثقہ، حافظ حدیث تھے۔

ابو ذر عذرازی التوفی ۲۶۴ھ فرماتے ہیں۔ ”میں نے ابو بکر بن محمد بن شیبہ سے بڑھ کر حافظ حدیث نہیں دیکھا“
محدث ابن حبان فرماتے ہیں:

ابو بکر عظیم حافظ حدیث تھے۔ آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے حدیثیں لکھیں۔ ان کی جمع و تدوین میں حصہ لیا اور حدیث کے بارے میں کتب تصنیف کیں۔ آپ نے ۲۳۵ھ میں وفات پائی۔ ابن ابی شیبہ نے عفان سے روایت کیا ہے جن کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ عفان ایک بلند پایہ امام، ثقہ اور صاحب ضبط و اتقان ہیں اور سعید بن میناء بھی ثقہ ہیں۔

یہ صحیح الانسار و روایت دو جلیل القدر صحابہ حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے۔ پس اس قول کی موجودگی میں کسی مؤرخ کا یہ کہنا کہ سرکار ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ کسی اور دن ہوئی، ہرگز قبول نہیں۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے۔ حضور پاک ﷺ سے قریبی رشتہ ہونے کی وجہ سے ان کی بات سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ انہوں نے یہ روایت ہاشمی خاندان کے بزرگوں یاسن رسیدہ خواتین سے سنی ہوگی۔ حضرت ابن عباس کے لئے رسالت مآب ﷺ نے دُعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ وَاَنْشُرْ عَنْهُ ”اے اللہ ان کو برکت عطا فرما اور ان سے نورِ علم پھیلا“۔

(۲) محمد بن اسحاق کا قول:

حضرت محمد بن اسحاق پہلے سیرت نگار ہیں۔ ان سے پہلے ”مغازی“ تو لکھی جا چکی تھیں، مگر حضور سید الانام ﷺ کی سیرت کا آغاز انہوں نے ہی کیا۔ ابن اسحاق نے بھی اپنی کتاب کا نام ”کتاب المغازی“ ہی رکھا۔ لیکن یہ کتاب فی الاصل تین حصوں میں تقسیم کی گئی ہے، یعنی ”المبتداء“ ”المبعث“ اور ”المغازی“ پہلے حصے میں اسلام سے پہلے نبوت کی تاریخ ہے۔ دوسرا حصہ آنحضرت ﷺ کی مکی زندگی اور تیسرا حصہ مدنی زندگی پر مشتمل ہے، حضرت محمد بن اسحاق رسول اکرم ﷺ کی ولادت کے

بارے میں لکھتے ہیں: **وُلِدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ لَاثْنَتَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةَ خَلَّتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْاَوَّلِ، عَامِ**

الفيل (سیرت ابن ہشام)



”آنحضرت ﷺ پیر کے دن بارہ ربیع الاول عام الفیل کو جلوہ افروز ہوئے۔“

فائدہ:

ابن اسحاق امام زہری کے شاگرد اور تابعی تھے۔ اُن کا انتقال ۱۵۱ھ (یا شاید ۱۵۲ھ) میں ہوا۔ پہلے یہ کتاب ناپید تھی، اور اصل کتاب کہیں نہیں ملتی تھی۔ مگر نقوش کے ”رسول نمبر“ نے یہ مسئلہ حل کر دیا۔ ”رسول نمبر“ جلد اول میں ڈاکٹر ثار احمد فاروقی جرمن مستشرق جوزف ہورووٹس JOSEPH HORO کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

”ابن اسحاق کی تالیف، سیرۃ کے موضوع پر پہلی تحریر ہے جو ہمیں اقتباسات کی شکل میں نہیں بلکہ ایک مکمل اور خاصی ضخیم کتاب کی صورت میں ملی ہے۔“

سیرۃ ابن اسحاق کی تحقیق ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے کی۔ اُردو ترجمہ نوری الہی ایڈووکیٹ نے کیا اور جنوری ۱۹۸۵ء میں نقوش کے ”رسول نمبر“ کی جلد یازدہم میں شائع ہوئی۔

سیرت ابن اسحاق کی تحقیق لندن یونیورسٹی کے عربی پروفیسر (A.GUILLAUME) نے بھی کی اور اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا۔ جو ۱۹۵۵ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی نے شائع کی۔ اس میں بھی سرکار ﷺ کی ولادت کے بارے میں یہ لکھا ہے۔

The Apostle was born on Monday ,12 Rabi-ul-awwal,in the year of the Elephant .

”پیغمبر خدا عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاول کو پیر کے دن پیدا ہوئے۔“

(۳) ابن ہشام کا قول:

حضرت ابو محمد عبد المالك بن محمد بن ہشام متوفی ۲۱۳ھ نے ”سیرت ابن ہشام“ میں لکھا ہے۔ ”رسول خدا پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ جس سال اصحابِ فیل نے مکہ پر لشکر کشی کی تھی۔“

”سیرت ابن ہشام“ ایک مستند تاریخ کی کتاب ہے۔ جس کی کئی شرحیں، تلخیصات اور منظومات لکھی جا چکی ہیں۔ اس کا فارسی، اُردو، انگریزی، جرمن اور لاطینی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ حافظ ابن یونس نے ابن ہشام کو ثقہ قرار دیا ہے اور کسی نے تخریج و تضعیف نہیں کی بلکہ ہر تذکرہ نگار نے ان کا ذکر احترام اور اعتراف کے ساتھ کیا ہے۔

(۴) ابی الفداء اسمعیل ابن کثیر کا قول:

حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل ابن کثیر القرشی دمشقی المتوفی ۷۷۷ھ ”السیرۃ النبویۃ“ میں رقمطراز ہیں۔

”ورواه ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن عفان، عن سعید بن میناء، عن جابر وابن عباس انهما قالوا، ولد رسول اللہ ﷺ عام الفیل یوم الاثنين الثاني عشر من شهر ربيع الاول وهذا هو المشہور عند الجمهور“۔

علامہ ابن کثیر جیسے جید عالم، محدث، مفسر اور مؤرخ کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی۔

نوٹ:

مخالفین ابن تیمیہ کے بعد ابن کثیر کو اپنا امام مانتے ہیں۔

(۵) علامہ ابن جوزی کا قول:

ابوالفرج عبدالرحمن جمال الدین بن علی بن محمد القرشی البکری الحنبلی (۵۱۰-۵۹۷ھ) نے ”الوقف“ میں لکھا ہے۔ ”آپ کی ولادت سوموار کے دن عام الفیل میں دس ربیع الاول کے بعد ہوئی۔ ایک روایت یہ ہے کہ ربیع الاول کی دو راتیں گزرنے کے بعد یعنی تیسری تاریخ کو اور دوسری روایت یہ ہے کہ بارہویں رات کو ولادت ہوئی“۔ علامہ ابن جوزی نے حضور ﷺ کے حالات پر ایک کتاب ”تلفیح فہوم الاثر“ بھی لکھی۔ جسے مولانا محمد یوسف بریلوی نے ۱۹۶۹ء میں مفید خواشی کے ساتھ شائع کیا۔ یہ جید برقی پریس دہلی سے چھپی تھی۔ اس میں بھی علامہ ابن جوزی نے پیر کا دن اور ماہ ربیع الاول کی دیگر تواریخ کے ساتھ بارہ بھی لکھی ہے۔ ابن جوزی نے ”مولد النبی“ کے نام سے ایک رسالہ بھی لکھا۔ اس کا ترجمہ مولانا عبدالحلیم لکھنوی نے کیا تھا، جو ۱۹۲۳ء میں لکھنؤ سے چھپا اس میں تاریخ ولادت کے بارے میں لکھا ہے۔

”تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ اس بارے میں تین قول ہیں۔ ایک یہ کہ آپ ﷺ ربیع الاول کی بارہویں شب کو پیدا ہوئے۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے۔ دوسرا یہ کہ آٹھویں اس ماہ کی پیدا ہوئے۔ یہ حضرت عکرمہ کا قول ہے۔ تیسرا یہ کہ آپ ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی یہ حضرت عطاء کا قول ہے۔ مگر سب سے صحیح قول پہلا قول ہے۔“

علامہ ابن جوزی ایک فصیح البیان واعظ، بلند پایہ محقق اور عظیم المرتبت مصنف تھے۔ اندازاً تین سو کتابیں لکھیں۔ علامہ ابن جوزی نے ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ ۸، ۲ اور ۱۰ ربیع الاول کے بارے میں اقوال نقل کئے ہیں لیکن ۱۲ ربیع الاول پر انہوں نے اجماع نقل کیا ہے۔



(۶) شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانی

شارح بخاری نے لکھا ہے:

”وكان مولده ليلة الاثنين لاثنتي عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الأول“.

”آپ ﷺ کی ولادت پیر کے دن جب ربیع الاول کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں“

(۷) فاضل زرقانی فرماتے ہیں

”الشهور انه صلی اللہ علیہ وسلم ولد يوم الاثنين ثانی عشر ربيع الأول وهو قول محمد بن اسحاق امام المغازی

“(شرح مواہب)

”مشہور یہی ہے کہ آپ ﷺ پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور امام مغازی محمد بن اسحاق کا یہی قول ہے۔“

(۸) احمد موسیٰ البکری

احمد موسیٰ البکری کی کتاب ”التاریخ العزلی القديم والسیرة النبویة“

سعودی عرب کی وزارت المعارف نے ۱۳۹۶ھ میں طبع کرائی۔ اس میں آنحضرت ﷺ کی ولادت کے متعلق ہے۔

”ولد رسول الکریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی مکة المکرمة فی فجر يوم الاثنين الثاني عشر عن ربيع الاول

الموافق ۲۰ نيسان (اپریل)

۱۵۷۱ م و تعرف سنة مولده بعام الفيل

”رسول کریم محمد مصطفیٰ علیہ السلام مکہ مکرمہ میں عام الفیل کے سال پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۰ اپریل ۱۵۷۱ء کو صبح کے وقت پیدا ہوئے۔“

(۹) ابراہیم الابیاری:

”مہذب السیرة النبویة“ میں رقمطراز ہیں:

”ولد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يوم الاثنين ، لاثنتي عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الأول ، عام الفيل

”رسول اللہ ﷺ پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول کو عام الفیل میں پیدا ہوئے۔“

(۱۰) ابن سید الناس نے ”عیون الاثر“ میں لکھا ہے۔

”ولد سيدنا و نبينا محمد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يوم الاثنين لاثنتي عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الأول

عام الفيل“.

ہمارے پیارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ پیر کے دن جب ۱۲ ربیع الاول کی راتیں گزری تھیں، عام الفیل میں پیدا ہوئے۔
 (۱۱) امام محمد غزالی نے ”فقه السيرة“ میں حضور ﷺ کی تاریخ ولادت یہ درج فرمائی ہے۔

”سنة ۵۰ مفي الثاني عشر من ربيع الاول ۵۳ ق.ه“

”یعنی ۵۰ء میں ۱۲ ربیع الاول ۵۳ قبل ہجرت۔“

(۱۲) ڈاکٹر محمد عبدہ میمانی نے اپنی کتاب ”عَلِّمُوا أَوْلَادَكُمْ مَحَبَّةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ (اپنی اولاد کو سرکار کی محبت کا درس دو) میں ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو صحیح قرار دیا ہے۔ اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن وزارتِ اعلام، سعودی عرب کے زیرِ اہتمام ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا۔ وہ حضور ﷺ کی ولادت کے متعلق لکھتے ہیں۔
 ”يقول ابن اسحاق شيخ كتاب السيرة (ولد رسول الله ﷺ يوم الاثنين، لاثنتي عشرة ليلة من ربيع الاول عام الفيل)۔“

”ابن اسحاق جو سیرت نگاروں کے امام ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے عام الفیل کے مہینے ربیع الاول کی بارہویں شب کو پیر کے دن تولد فرمایا۔“

(۱۳) ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی رقمطراز ہیں

”واما ولادته ﷺ فقد كانت في عام الفيل، اي العام الذي حاول فيه ابرهة الاشرم غزو مكة وهم الكعبة فرده الله عن ذلك بالاية الباهرة التي وصفها القران، كانت على الارجح يوم الاثنتي عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاول“

”جہاں تک آپ ﷺ کی ولادت کا تعلق ہے وہ عام الفیل میں تھی۔ یعنی اس سال میں جب ابرہہ الاشرم نے یہ کوشش کی کہ وہ مکے پر حملہ کر کے کعبے کو گرا دے۔ لیکن خداوندِ عالم نے گھلی نشانی کے ذریعے اس کو وہاں سے دفع کیا جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ ولادت کے متعلق زیادہ قول قوی یہ ہے کہ وہ پیر کے دن تھی اور ربیع الاول کے مہینے کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں۔“

(۱۴) ابوالحسن علی الحسینی الندوی نے ”قصص النبیین“ کی جلد پنجم موسوم بہ ”سيرة خاتم النبیین“ میں لکھا ہے۔

”ولد رسول الله ﷺ يوم الاثنين الثاني عشر من شهر ربيع الاول عام الفيل“۔

”رسول اللہ ﷺ عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاول کو پیر کے دن پیدا ہوئے۔“

(۱۵) محدثِ جلیل سید جمال حسینی نے ۸۸۰ھ میں ”روضة الاحباب“ لکھی۔ انہوں نے ولادتِ سرکار ﷺ کے متعلق

لکھا

”مشہور قول یہ ہے اور بعض نے اسی پر اتفاق کیا ہے کہ آپ ﷺ ربیع الاول کے مہینہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۲ ربیع الاول مشہور تاریخ ولادت ہے۔ بعض نے ربیع الاول کا پہلا دوشنبہ بتایا ہے۔ اور یوم دوشنبہ کے یوم ولادت ہونے کے بارے میں علماء کا اتفاق ہے۔ نو شیرواں عادل کی حکومت کو جب چالیس سال پورے ہوئے تو آپ ﷺ پیدا ہوئے۔ صاحب جامع الاصول نے بیان کیا کہ سکندر رومی کو آٹھ سو سال سے زیادہ ہو چکے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چھ سو سال گزر چکے تھے کہ پیدا ہوئے۔“

(۱۶) شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے لخت جگر شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب ”مختصر سیرت الرسول“ میں لکھتے ہیں۔

”ولد علیہ السلام یوم الاثنين لثمان خلون من ربيع الاول، اختاره وقيل لعشر منه، وقيل لاثنتی عشر ة خلت منه“

”حضور ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے جب ربیع الاول کے آٹھ دن گزر چکے تھے۔ اور ایک اور قول کے مطابق ۱۲ دن گزر چکے تھے۔“

(۱۷) عظیم مؤرخ ابن خلدون متوفی ۸۰۸ھ نے ”سیرت الانبیاء“ میں لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت دوشنبہ بارہ ربیع الاول ۵۷۰ء کو ہوئی۔

نوٹ

مخالفین ہمیشہ عوام کو اکساتے رہتے ہیں کہ سعودی عرب کی شریعت پر عمل کرو۔ یہ حوالہ تو سعودی عرب کے امام اول کے لخت جگر کا ہے اسکو بھی مان لو۔

(۱۸) طبری نے ۱۲ ربیع الاول کو یوم ولادت قرار دیا ہے۔

(۱۹) طبیب نے لکھا ہے کہ حضور پاک رحمۃ للعالمین ﷺ روز دوشنبہ دوازدہم ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

(۲۰) مولوی سید محمد الحسنی ایڈیٹر ”البعث الاسلامی“ نے ”نبی رحمت“ میں ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کا دن یوم ولادت قرار دیا ہے۔

(۲۱) امام یوسف بن اسلمیل مہمانی متوفی ۱۳۵۰ھ (۱۹۳۲ء) لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ولادت ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو پیر کے دن طلوع صبح کے قریب ہوئی۔ علام مہمانی جامعہ الازہر مصر کے فارغ التحصیل تھے۔ ایک راسخ العقیدہ مسلمان اور

عاشق رسول تھے۔ حضرت احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے ہمعصر تھے۔ اُن کی ایک کتاب پر زور دار تقریظ بھی لکھی تھی۔

(۲۲) مشہور عالم دین الشیخ مصطفیٰ الغنایینی (المتوفی ۱۹۴۲ء) پروفیسر کیمہ اسلامیہ بیروت اپنی تالیف ”لباب الخیار فی سیرۃ المختار“ میں رقمطراز ہیں۔

”ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو عالم مادی آپ ﷺ کے وجود مسعود سے مشرف ہوا۔

نوٹ: علامہ مصطفیٰ الغنایینی جماعت اسلامی کے ممدوحین میں سے تھے۔ اُن کی کتاب کا ترجمہ ملک غلام علی نے کیا۔ جو مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور نے شائع کیا۔ اس پر ”پیش لفظ“ ابوالاعلیٰ مودودی نے لکھا۔ اگر مودودی کو بارہ ربیع الاول کے دن حضور اکرم ﷺ کے ولادت باسعادت کے قول سے اختلاف ہوتا تو وہ حاشیہ و تقریظ میں اس کا اظہار کرتے۔ لیکن مودودی نے بارہ ربیع الاول کو یوم ولادت مصطفیٰ ﷺ سے اختلاف نہیں کیا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ جماعت اسلامی بھی ۱۲ ربیع الاول کو آنحضرت ﷺ کا یوم ولادت مانتی ہے۔

مصر کے سیرت نگار سرکار ہر عالم ﷺ کی ولادت پاک ۱۲ ربیع الاول ہی تسلیم کرتے ہیں۔ چند مصری اہل سیرت کی کتب سے رسول اکرم ﷺ کے یوم ولادت کا ذکر کرتا ہوں۔

(۲۳) ڈاکٹر محمد حسین ہیکل نے ”حیات محمد“ میں تحریر کیا ہے:

”والجمہور علی انه ولد فی الثانی عشر من شہر ربیع الاول“۔

”اکثریت کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی ولادت بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔“

(۲۴) شیخ محمد رضا سابق مدیر مکتبہ جامعہ فواد قاہرہ اپنی عربی تصنیف ”محمد رسول اللہ“ میں رقمطراز ہیں۔

”بتاریخ ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۰ اگست ۵۷۰ء بروز دوشنبہ صبح کے وقت حضور اکرم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ (اہل مکہ کا معمول چلا آرہا ہے کہ وہ آج تک آپ کی ولادت کے وقت آپ کے مقام ولادت کی زیارت کرتے ہیں) اسی سال اصحاب فیل کا واقعہ پیش آیا تھا۔ نیز کسریٰ نوشیرواں خسرو بن قباد بن فیروز کی حکومت پر چالیس سال گزر چکے تھے۔

نوٹ: شیخ محمد رضا کی یہ کتاب پہلی بار ۱۹۲۲ء میں شائع ہوئی تھی۔ سیرت پر بہترین کتب میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ مصنف نے بڑی چھان بین کے بعد ہر بات لکھی ہے وہ خود فرماتے ہیں۔ میں نے اس تالیف میں مختلف روایات کی تحقیق و چھان بین کی ہے۔ نیز صرف ان صحیح ترین روایات ہی کو جن پر اکابر صحابہ و علماء کا اتفاق ہے پیش کیا ہے۔

(۲۵) مصر کے شہرہ آفاق عالم شیخ محمد ابو زہرہ اپنی تالیف ”خاتم النبیین“ میں لکھتے ہیں۔

”والحمہرۃ المعظی من علماء الروایۃ علی ان مولده علیہ الصلوۃ والسلام فی ربیع الاول من عام



الفيل في ليلة الثاني عشر منه“.

(۲۶) علامہ محمد الدین خیاط مصری نے ”تاریخ اسلام“ میں ۱۲ ربیع الاول دو شنبہ، ۲۰ اپریل ۱۷۵۷ء کو آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت کا دن قرار دیا ہے۔

(۲۷) انڈونیشیا کے اسکالر کی رائے:

انڈونیشیا کے اسکالر ڈاکٹر فواد محمد الدین اپنے ایک مضمون بعنوان ”رسول اکرم اور انسانی معاشرہ“ میں تحریر فرماتے ہیں۔
”۱۲ ربیع الاول کی تاریخ وہ مبارک تاریخ ہے۔ جس میں سرور کائنات ﷺ اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔

(۲۸) جنوبی افریقہ کے عالم کا قول:

جنوبی افریقہ کے شہر ڈربن (Durban) سے شائع ہونے والے The Muslim Digest کے دسمبر ۱۹۴۴ء کے شمارے میں ابراہیم عمر جیلواپنے مضمون بعنوان ”تین عیدیں“
(The Three Eids) میں رقمطراز ہیں۔

The 12th of lunar month of Rabi-ul-Awwal is Commonly taken to be
the date of the birth of Prophet

ترجمہ:

قری سال کے ماہ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو مشترکہ طور پر پیغمبر ﷺ کا یوم ولادت منایا جاتا ہے۔ (رسول نمبر ص ۶۴۹)

برصغیر کے علماء کے نزدیک صحیح تاریخ ولادت

برصغیر کے علماء کی اکثریت نے ۱۲ ربیع الاول کو یوم ولادت تسلیم کیا ہے۔ علامہ شبلی نعمانی سے پہلے کسی نے بھی ۹ ربیع الاول نہیں لکھی۔ جو سیرت کی کتب مجھے مل سکی ہیں ان کا ذکر کرتا ہوں۔

(۲۹) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”سُرور المخزون ترجمہ نور العیون ص ۹ میں تحریر فرمایا ہے۔ ولادت آنحضرت ﷺ روز دو شنبہ مستحق شد از شہر ربیع الاول از سالے کہ واقعہ فیل در اں بود۔ بعض گفتہ اند بتاریخ دوم و بعض گفتہ اند بتاریخ سوم و بعض گفتہ اند بتاریخ دوازدهم۔“

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب ۱۸۹۱ء میں مطبع محمدی لاہور نے شائع کی تھی جو ۲۴ صفحات پر مشتمل تھی۔ اس کا

ترجمہ عزیز ملک نے ”سید المرسلین“ کے نام سے کیا جو ادبستان لاہور کے زیر اہتمام شائع ہوا۔ مگر وہ ترجمہ کرتے وقت دیانتداری کا دامن نہ تھام سکے اور ترجمہ یوں کیا ”آنحضرت ﷺ کا یوم ولادت متفقہ طور پر دوشنبہ کا دن اور ربیع الاول کی نو تاریخ تھی، واقعہ فیل بھی اسی سال ہوا تھا۔ لیکن اسی کتاب کا ترجمہ خلیفہ محمد عاقل نے ”سیرت الرسول“ کے نام سے کیا جو دارالاشاعت کراچی سے شائع ہوا انہوں نے صحیح ترجمہ اس طرح کیا۔ ”جس سال واقعہ فیل پیش آیا، اسی سال ماہ ربیع الاول میں دوشنبہ کے دن آنحضرت ﷺ کی ولادت ہوئی جمہور کے نزدیک یہی قول صحیح ہے۔ البتہ تاریخ ولادت کی تعیین میں اختلاف ہے۔ بعض نے دوسری بعض نے تیسری اور بعض نے بارہویں تاریخ بیان کی ہے۔

راز فاش:

ناظرین نے دیکھا کہ ملک صاحب نے کیسی علمی خیانت کی جس کا راز فاش کیا تو اسکے اپنے بھائی نے۔ دارالاشاعت مفتی محمد شفیع دیوبندی کے بیٹے کا علمی زمانہ یاد رہے کہ ایسے کارنامے اس جماعت کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے صرف بدلنے کی بات نہیں یہ کتابوں اور صفحات اور عبارات بدلنے کو دین کی بڑی خدمت سمجھتے ہیں دراصل یہ یہودی یا نہ سازش ہے۔ تفصیل دیکھیے فقیر کی کتاب **التحقیق الجلی فی مسلک شاہ ولی**۔

(۳۰) ڈاکٹر محمد ایوب قادری علامہ کا کوروی کی کتاب ”تاریخ حبیب اللہ“ کے متعلق لکھتے ہیں۔

اردو زبان میں سیرت مبارکہ پر شمالی ہند میں یہ پہلی قابل ذکر کتاب ہے علامہ عنایت احمد کا کوروی ایک جید عالم تھے، انہوں نے جنگ آزادی میں حصہ لیا تھا اور کالا پانی میں قید رہے تھے۔ علم ہیئت و ہندسہ کے ماہر تھے۔ علم نجوم کے متعلق ایک کتاب موسوم بہ ”مواقع النجوم“ لکھی اور ”ملخصائے حساب“ بھی تصنیف کی علم ہندسہ اور نجوم کے زیرک عالم ہونے کے باوجود انہوں نے تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول ہی لکھی ہے۔ اگر تقویمی حساب سے پیر کے دن اور بارہ ربیع الاول میں مطابقت نہ ہوتی اور اختلاف ہوتا یا انہیں قداماء کے موقف پر شک ہوتا تو علامہ کا کوروی ضرور بیان کرتے اور ۱۲ تاریخ سے اختلاف کرتے مگر ایسا نہیں ہے۔ علامہ کا کوروی ۷ شوال المکرم ۱۳۷۹ھ کو حالت احرام میں جدہ کے قریب ایک ہوائی حادثے میں شہید ہوئے۔

(۳۱) سر سید احمد خان بانی علیگڑھ یونیورسٹی اپنی کتاب ”سیرت محمدی“ میں تحریر فرماتے ہیں۔

”جمہور مؤرخین کی یہ رائے ہے کہ آنحضرت ﷺ بارہویں ربیع الاول کو عام الفیل کے پہلے برس یعنی ابرہہ کی چڑھائی سے بچپن روز بعد پیدا ہوئے۔“

”خطبات لاحمدیہ علی العرب والسیہ القہمدیہ“ کے انگریزی ترجمہ Life of Muhammad



Birth and Childhood of Muhammad.

(حضرت محمد ﷺ کی ولادت اور بچپن) کے زیر عنوان لکھا ہے:

Oriental historian are for the most part of opinion that the date of Mohammad's birth was 12th of Rabi 1, in the first year of Elephant or fifty five days after the attack of Abraha .

یعنی جمہور مؤرخین کی رائے ہے کہ آنحضرت ﷺ بارہویں ربیع الاول کو عام الفیل کے پہلے برس یعنی ابرہہ کی چڑھائی سے بچپن روز بعد پیدا ہوئے۔

(۳۲) مولانا مفتی محمد شفیع کی ”سیرت خاتم الانبیاء“ بھی خاصی اہم ہے۔ یہ کتاب آج سے کوئی پچاس سال پہلے لکھی گئی تھی۔ اس کے متعلق مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا۔ میں مؤلف ہذا سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کی دس جلدوں کا ویلو میرے نام کر دیں تاکہ میں اپنے خاندان کے بچوں اور عورتوں کو پڑھنے کے لئے دوں۔ مولوی عزیز الرحمن عثمانی مفتی دارالعلوم کی رائے یہ ہے۔ مؤلف نے نہایت فصاحت و بلاغت اور ایجاز محمودہ سادگی و بے تکلفی کے ساتھ صحیح حالات و وقائع کو جمع کر دیا ہے۔ حسین احمد مدنی نے لکھا ”میں آپ کے رسالہ (سیرت خاتم الانبیاء) کے پہلے ہی ایڈیشن کو حرفاً حرفاً دیکھ چکا ہوں اور نہایت موزوں پاکر نصاب میں داخل کر چکا ہوں“۔ مولوی انور شاہ کاشمیری اور مولوی اصغر حسین محدث دارالعلوم دیوبند کی تقاریر بھی اسی نوعیت کی ہیں۔ ”سیرت خاتم الانبیاء“ میں ہے۔

”الغرض جب سال اصحاب فیل کا حملہ ہوا۔ اس کے ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ روز دوشنبہ دنیا کی تاریخ میں ایک نرالادن ہے کہ آج پیدائش عالم کا مقصد، لیل و نہار کے انقلاب کی اصلی غرض، آدم و اولاد آدم کا فخر، کشتی نوح کی حفاظت کا راز، ابراہیم کی دعا اور موسیٰ و عیسیٰ کی پیشگوئیوں کا مصداق یعنی ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ ﷺ رونق افروز عالم ہوتے ہیں۔

حاشیے میں مفتی صاحب لکھتے ہیں:

”اس پر اتفاق ہے کہ ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول میں دوشنبہ کے دن ہوئی۔ لیکن تاریخ کے تعیین میں چار اقوال مشہور ہیں۔ دوسری، آٹھویں، دسویں، بارہویں۔۔۔۔۔ مشہور قول بارہویں تاریخ کا ہے۔ یہاں تک کہ ابن البرزازی نے اس پر اجماع نقل کر دیا۔ اور اسی کو کامل ابن اثیر میں اختیار کیا گیا ہے۔ اور محمود پاشا کی مصری نے جونویں تاریخ کو بذریعہ حسابات اختیار کیا ہے یہ جمہور کے خلاف بے سند قول ہے اور حسابات پر بوجہ اختلاف مطالعے ایسا اعتماد نہیں ہو سکتا کہ جمہور کی مخالفت

اس بنا پر کی جائے۔

دیوبندی گروہ سے فقیر اویسی کا سوال:

یہ تمہارے اکابر مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی انور کاشمیری مولوی حسین احمد مدنی و مولوی اصغر حسین محدث دیوبندی مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی فرما رہے ہیں ۹ تاریخ سراسر غلط دوسری طرف محمود فلکی غیر معروف جسکی تائید صرف شبلی کر رہے ہیں۔ جسکی کتاب سیرت پر لکھی ہوئی کو تھانوی صاحب نے گمراہ کن کتاب (الافاضات یومیہ) میں لکھا۔ اب سوال ہے کہ تم اپنے اکابر کی کشتی میں سوار ہونا چاہتے ہو یا شبلی کی کشتی پر جس پر نیچری ہونے کا الزام بھی ہے یا محمود فلکی کے پیچھے جانا چاہتے وہ جو غیر معروف ہونے کے علاوہ ایک یہودی کا شاگرد بھی ہے۔

نوٹ:

فقیر اختصار کے پیش نظر انہی حوالہ جات پر اکتفا کرتا ہے کتب احادیث وغیرہ اور تاریخ وغیرہ سامنے رکھی جائیں تو ہزاروں حوالہ جات پیش کئے جاسکتے ہیں۔

ناظرین:

خدا را انصاف فرمائیے ایک طرف صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین اور علمائے محدثین و مفسرین اور فقہاء و مؤرخین ہیں ایک طرف تنہا چند غیر معروف نجومی محمود پاشا جیسے بے علم، بتاؤ حق کس طرف۔
محمود پاشا فلکی کون تھا؟

موجودہ دور کے سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ محمود پاشا فلکی کی تحقیقات کے مطابق ۹ ربیع الاول کی تاریخ ہے کیونکہ ۱۲ ربیع الاول کو پیر کا دن نہیں تھا۔ چونکہ آنحضرت ﷺ کی ولادت پیر کے دن ہوئی۔ اس لئے ۹ ربیع الاول یوم ولادت ہے۔ لیکن دلچسپ صورت حال یہ ہے کہ ان لوگوں کو محمود پاشا کے اصل وطن کا بھی علم نہیں اور نہ ہی اُس کی کتاب کا نام معلوم ہے۔ علامہ شبلی نعمانی اور قاضی سلیمان منصور پوری نے محمود پاشا فلکی کو مصر کا باشندہ لکھا ہے۔ مفتی محمد شفیع اس کی لکھتے ہیں۔ جبکہ حفظ الرحمن سیوہاروی نے قسطنطنیہ کا مشہور ہیئت دان اور منجم بتایا ہے۔ قسطنطنیہ استنبول کا قدیم نام ہے جو ترکی کا مشہور شہر ہے۔ محمود پاشا کے نام سے بھی ظاہر ہے کہ وہ ترکی کا رہنے والا تھا۔ کیونکہ پاشا ترکی سرداروں کا لقب ہے اور سب سے بڑا فوجی لقب ہے۔ مجھے بڑی کوشش کے باوجود محمود پاشا فلکی کی کتاب یا رسالہ نہیں مل سکا۔ البتہ معلوم ہوا ہے کہ محمود پاشا کا اصل مقالہ فرانسیسی زبان میں تھا۔ جس کا ترجمہ سب سے پہلے احمد زکی آفندی نے ”نتائج الافہام“ کے نام سے عربی میں کیا تھا۔ اس

کتاب کو مولوی سید محی الدین خان صاحب جج ہائیکورٹ حیدرآباد نے اُردو کا جامہ پہنایا اور ۱۸۹۸ء میں نول کشور پریس نے شائع کیا۔ یہ ترجمہ اب نہیں ملتا۔ محمود پاشا فلکی نے اگر علم فلکیات کی مدد سے کچھ تحقیقات کی بھی ہیں تو صحابہ، تابعین اور دیگر قدماء کی روایات کو کھٹلانے کے لئے ان پر انحصار کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔ کیونکہ تمام سائنسی علوم کی طرح فلکیات کی کوئی بات قطعی نہیں ہوتی۔ سائنسی علوم میں آج جس بات کو درست تسلیم کیا جاتا ہے، کل کو وہ غلط ثابت ہو سکتی ہے۔ ایک زمانے کے سائنسدان جس مسئلے پر متفق ہوتے ہیں۔ مستقبل والے اُس کی نفی کر دیتے ہیں۔ محمود پاشا اور اُس کے معتقدین نے تو یہ کہہ دیا کہ ۱۲ ربیع الاول کو دو شنبہ کا دن نہیں تھا۔ پاشا کی تحقیق کی بنیاد جس علم پر ہے اس کا حال یہ ہے کہ اتنے ترقی یافتہ دور میں جبکہ انسان چاند پر پہنچ کر دوسرے سیاروں پر کمندیں ڈالنے کی کوششیں کر رہا ہے، برطانیہ کے ماہرین فلکیات اس قابل نہیں ہوئے کہ چاند نظر آنے یا نہ آنے کی پیشین گوئی کر سکیں۔ یونیورسٹی آف لنڈن کے شعبہ طبیعیات و علوم فلکیات کی رصد گاہ اور رائل گریں وچ آبزرویٹری کے معلوماتی سنٹر کے مطابق نئے چاند کی پیشین گوئی کرنا ابھی تک ناممکن ہے۔ پاکستان کے مشہور ماہر فلکیات ضیاء الدین لاہوری کی بھی یہی رائے ہے۔ جب مستقبل کے متعلق کوئی حتمی رائے نہیں کی جاسکتی تو ماضی کے متعلق یہ دعویٰ کرنا کہ فلاں قمری دن کو ہفتے کا فلاں دن تھا، اس صورت میں کسی طرح ممکن نہیں۔ جب ہمارے پاس تقویم کا تاریخی ریکارڈ موجود نہیں۔

فلکی کا سہارا بے کار:

مخالفین کو اب نہ قرآن سے غرض نہ حدیث کا مطالبہ نبوت دشمنی میں ایک فلکی کا سہارا لیا وہ بھی غلط۔ اس لئے کہ سب کو معلوم ہے سن ہجری کا استعمال حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں شروع ہوا۔ اور سب سے پہلی مرتبہ یوم النہیس ۲۰ جمادی الاول ۷۱ھ (۶۳۸ء جولائی) کو مملکت اسلام میں اس کا نفاذ ہوا۔ اس کے بعد کا تاریخی ریکارڈ ملتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے کا نہ تاریخی ریکارڈ ملتا ہے اور نہ ہی اس سے قبل کے کسی دن کے متعلق کوئی بات حتمی طور پر کہی جاسکتی ہے۔ کیونکہ بعثت نبوی سے قبل عرب میں کوئی باقاعدہ کیلنڈر نہیں تھا۔ اور وہ اپنی مرضی سے مہینوں میں رد و بدل کر لیا کرتے تھے۔ اور بعض اوقات سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بنا دیا کرتے تھے۔

صاحب ”فتح الباری“ نے عربوں کے بارے میں لکھا ہے۔

”بعض محرم کا نام صفر رکھ کر اس مہینے میں جنگ کرنا جائز قرار دے لیتے اس طرح صفر کا نام محرم رکھ کر اس میں جنگ کرنا حرام قرار دے دیتے۔

تفسیر ابن کثیر میں کہ کبھی محرم کو حرام سمجھتے اور کبھی اس کی حرمت کو صفر کی طرف موخر کر دیتے۔

عربوں کی اس روش پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ .

عرب صرف مہینے آگے پیچھے ہی نہیں کرتے تھے بلکہ سال کے تیرہ یا چودہ ماہ بھی بنا دیتے تھے۔ تفسیر الخازن کے مطابق سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بنا دیتے تھے جب عرب اپنی مرضی سے مہینوں کے نام بدل لیا کرتے تھے اور سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بھی بنا لیا کرتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ اعلان نبوت تک یہی ہوتا رہا ہوگا۔ ہمیں اس بات کا پتہ نہیں چل سکتا کہ کس سال میں نسیٰ کی گئی۔ مولوی اسحاق النبی علوی اپنے تحقیقی مقالے ”سیرت نبوی کی توقیت“ میں لکھتے ہیں۔ یہ مسئلہ ہنوز تشنہ ہے کہ ۱۰ھ ہجری سے ۱۰ھ ہجری تک نسیٰ کا مہینہ کن سالوں میں بڑھایا گیا۔ اس سلسلے میں مجھے اعتراف کرنا ہے کہ تلاش و کوشش کے باوجود اوراق تاریخ میں کوئی اشارہ نہ مل سکا، جس کی بنا پر کوئی اصول یا قاعدہ کلیہ پیش کیا جاسکے۔ جب ہجرت کے بعد صرف دس سالوں کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کن سالوں میں نسیٰ کا مہینہ بڑھایا گیا تو ولادت باسعادت کے وقت تک حسابات بالکل ناممکن ہیں۔ ماہر تقویم ضیاء الدین لاہوری نے لکھا ہے۔ قابل اعتماد ذرائع کی غیر موجودگی میں گزشتہ تاریخوں کا تعین وثوق کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا۔ اور اگر بالفرض کسی جگہ کی درست معلومات میسر آجائیں۔ تو بھی جگہ بجگہ اختلاف کے باعث کسی تقویم پر مکمل انحصار نہیں کیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے ماہرین سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکا آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر مارگولیتھ G.Margoliauth لکھتے ہیں۔

It is not ,however ,possible to make pre-Islamic Calender.

”جاہلی تقویم کا بنانا بہر حال ناممکن ہے یہ بات واضح ہو گئی کہ حسابات کے ذریعے نکالی گئی تاریخ صحیح نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حسابات ممکن ہی نہیں ہیں۔ پس ہمیں صحابہ کرام، تابعین اور مؤرخین کی روایات کو درست تسلیم کرنا پڑے گا۔ محمود پاشا کے علاوہ کچھ اور لوگوں نے بھی حسابات کرنے کی سعی حاصل کی۔ انہوں نے آٹھ ربیع الاول کو پیر کا دن بتایا۔ علامہ قسطلانی نے لکھا ہے کہ اہل زنج (زائچہ بنانے والوں) کا اس قول پر اجماع ہے کہ ۸ ربیع الاول کو پیر کا دن تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص بھی حساب کرے گا کوئی نئی تاریخ نکالے گا۔ پس ہم ماہرین فلکیات اور زائچہ بنانے والوں سے اتفاق نہیں کر سکتے کیونکہ اس سے ہمیں اقوال صحابہ و تابعین کا انکار کرنا پڑتا ہے۔

صحابہ اور نجومی:

فقیر نے صحابہ و تابعین کے اقوال صحیح روایات سے پیش کئے ہیں وہ بارہ ربیع الاول کا فرماتے ہیں اور نجومی صاحب ۹ ربیع الاول۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انیسویں صدی کے ایک منجم سے اتفاق کر کے آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی

حضرت عبداللہ بن عباس کا قول جھٹلایا جاسکتا ہے؟ قارئین کرام خود ہی فیصلہ کر لیں۔ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے بارے میں حضرت ابن عباس سے زیادہ کس کو علم ہو سکتا ہے۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کے عم زاد بھائی ہونے کی وجہ سے ابن عباس کا قول بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ”أَصْحَابِي كَأَلْنَجُومٍ بِأَيْهَمُ اقْتَدَىٰ يَتَمَّ اهْتَدَىٰ تَمَّ“ (میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاو گے)

قرآن کریم نے صحابہ کرام کو رضائے الٰہی کی سند عطا کر دی اور فرمایا ”رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ“ (اللہ ان (صحابہ) سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے)

پس حضرت ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت کو چھوڑ کر ہم ایک منجم کی بات کو ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”أُولَئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ كَأَنَّا الْفَضْلُ هَذِهِ الْأُمَمَ أَبْرَهَا قُلُوبًا، وَاعْمَقَهَا عِلْمًا وَأَقْلَهَا تَكْلِفًا اخْتَارَهُمُ اللَّهُ بِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ وَلَا قَامَةَ دِينِهِ“

”رسول اللہ ﷺ کے صحابی امت میں سب سے افضل تھے۔ ان کے دل سب سے زیادہ پاک، ان کا علم سب سے گہرا، وہ تکلفات میں سب سے کم، اللہ نے انہیں نبی پاک ﷺ کی صحبت کے لئے اور اقامتِ دین کے لئے چنا تھا۔“

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ جیسے جید عالم، پہلے سیرت نگار اور تابعی نے بھی ۱۲ ربیع الاول یوم ولادت لکھا ہے۔

حضور پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد ہے:

”جہنم کی آگ ان مسلمانوں کو چھو بھی نہیں سکے گی جنہوں نے مجھے دیکھا، جس نے اُن کو دیکھا جنہوں نے مجھے دیکھا۔“
اس حدیث پاک میں صحابہ کرام اور تابعین کو دوزخ سے برأت کا سبب دیا گیا۔ جس کا مطلب ہے کہ وہ جہنمی ہیں۔ اور اہل جنت کو چھوڑ کر نجومیوں اور ماہرینِ ریاضی کی باتوں پر یقین کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔

اصحاب الفیل سے مضبوط دلیل:

اصحاب الفیل کا قصہ قرآن مجید پ ۳۰ میں مشہور ہے اس سے علما کرام نے ولادت ۱۲ ربیع الاول کا استدلال کیا ہے چنانچہ ملاحظہ ہو حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج میں لکھتے ہیں کہ جاننا چاہیے کہ جمہور اہل سیر و تواریخ متفق ہیں کہ آنحضرت ﷺ عام الفیل میں حملہ اصحابِ فیل سے چالیس دنوں سے لیکر پچپن دنوں کے بعد پیدا ہوئے۔ اور یہی صحیح ترین قول ہے۔

علامہ سیوطی، حافظ ابن کثیر، مسعودی کے مطابق ”واقعہ فیل کے پچاس دن بعد ولادت ہوئی“ سید امیر علی کے مطابق پچاس سے

کچھ زیادہ دن گزرے تھے۔ محمد بن علی سے یہ منقول ہے کہ اس واقعے کے پچپن دن بعد حضور ﷺ پیدا ہوئے علامہ دمیاہی نے اسی قول کو اختیار کیا۔ طبقات ابن سعد میں ہے:

”فبين، الفيل وبين مولد رسول الله ﷺ خمس وخمسون ليلة“

رسول اللہ ﷺ کی ولادت اور واقعہ فیل کے درمیان پچپن راتیں گزری تھیں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر ”فتح العزیز“ میں لکھا ہے کہ ولادت اس قصے کے پچپن روز بعد ہوئی۔ ابو محمد عبدالحق الحنفی الدہلوی نے بھی لکھا ہے۔ جس سال یہ واقعہ گزرا ہے، اسی سال میں ایک مہینہ اور پچیس روز (۳۰+۲۵=۵۵) بعد آنحضرت ﷺ پیدا ہوئے۔ محدث جلیل سید جمال حسینی مصنف ”روضۃ الاحباب“ سرسید احمد خاں کے نزدیک محبوب خدا کی ولادت واقعہ فیل کے پچپن یوم بعد ہوئی۔ تمام معتبر روایات کے مطابق ابرہہ کا لشکر محرم میں آیا تھا۔ بعض روایات کے مطابق یہ واقعہ نصف محرم میں پیش آیا تھا۔ علامہ عبدالرحمن ابن جوزی لکھتے ہیں ”ابرہہ کی آمد تیس دن کے مان لئے جائیں تو سترہ محرم کے پچپن دن بعد ۱۲ ربیع الاول آتا ہے۔ ۱۳-۵۵=۱۲x۳۰ ثابت ہو گیا کہ یوم ولادت سرکار ﷺ بارہ (۱۲) ربیع الاول ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام، تابعین، مفسرین، محدثین اور قدیم مؤرخین نے یہی تاریخ لکھی ہے۔ ہم محمود پاشا فلکی کے حسابات پر یقین نہیں رکھتے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص صحابہ کرام، تابعین اور محدثین کے خلاف کوئی بات کہے تو قابل تسلیم نہیں کیونکہ اسلام کی ہر بات قرآن و حدیث میں درج ہے اور قرآن و حدیث ہم تک صحابہ اور تابعین کے وسیلے سے پہنچا۔ اگر محمود پاشا فلکی نے حسابات اور علم فلکیات کے ذریعے یہ ثابت کیا ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو پیر کا دن نہیں تھا۔ علامہ عنایت احمد کوروی اور مولانا مفتی عبدالقدوس ہاشمی تقویم کے ماہر تھے انہوں نے تقویم اور علم نجوم پر گرانقدر کتابیں بھی لکھی ہیں۔ لیکن ان کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول اور پیر کے دن میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ جیسے مغربی اور مشرقی علوم پر مہارت رکھنے والی شخصیت کے نزدیک بھی ۱۲ ربیع الاول کو پیر کا ہی دن تھا۔ اس کے علاوہ اہل مکہ ہمیشہ بارہ ربیع الاول ہی یوم میلاد مناتے رہے ہیں۔ اور دیگر اسلامی ممالک میں بھی ۱۲ ربیع الاول کو عید میلاد النبی ﷺ منائی جاتی ہے۔ اب اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ حضور پاک صاحب لولاک، محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ ۱۲ ربیع الاول ۱- عام الفیل، پیر کے دن، صبح کے وقت اس جہان ہست و بود میں اپنے وجود غنصری کے ساتھ تشریف لائے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام پیاری امت کے نام

فقیر نے خیر القرون یعنی صحابہ و تبع تابعین کی صریح عبارات کے بعد یعنی اسلامی پہلی صدی سے لے کر ۱۴۰۰ھ صدی تک کے مستند ائمہ مجتہدین اور علماء اکرام یہاں تک کہ مخالفین کے اکابرین کی عبارات پیش کی ہیں کہ حضور ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول کو ہے بلکہ انہوں نے ۹ ربیع الاول کے قول کی سختی سے تردید کی ہے لیکن مخالفین اپنی مارے جارہے ہیں عقلمند انسان نے یہ تو سمجھ لیا کہ نبی پاک ﷺ کی امت کا اتفاق بارہ ربیع الاول پر ہے صرف ایک نجومی ایک طرف ہے۔ ایسے اختلاف کیلئے نبی پاک ﷺ نے امت کو ایک پیغام کی صورت میں ارشاد فرمایا ہے چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

احادیث مبارکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

۱: - **اتبعوا السواد الا عظم فانه من شذوذ فی النار** (ابن ماجہ)

بڑی جماعت کی تابعداری کرو اس لئے کہ جو الگ رہا جہنم میں جائیگا۔

۲: - **ان الله لا يجمع امتی علی ضلالة** (ترمذی)

پیشک اللہ میری امت کو گمراہی پر متفق نہ ہونے دیگا۔

۳: - **يد الله علی الجماعة عته ومن شذوذ فی النار** (ترمذی)

اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو الگ رہا وہ الگ جہنم میں جائے گا۔

مسلمانو! بتاؤ ۱۲ ربیع الاول ولادت رسول ﷺ میں جملہ مسلمانان عالم متفق ہیں ان میں شامل ہونا چاہتے ہو یا اکیلے ایک نجومی کے پیچھے جانا چاہتے ہو۔

اکیلی بکری بھیڑیے کی غذا:

حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا شیطان انسان کیلئے بھیڑیا ہے جیسے بکریوں کا بھیڑیا الگ اور دور والی کو پکڑتا ہے اسی لئے اے امتیو گھائیوں یعنی چھوٹی چھوٹی جماعتوں سے بچو اور اپنی بڑی جماعت مسلمین کو لازم پکڑو۔

آخری گذارش:

مسلمانو سوچ کر فیصلہ فرمائیے کہ مشرق تا مغرب شمال تا جنوب ۱۲ ربیع الاول شریف کو پیدائش رسول ﷺ کی دھوم مچی ہوتی ہے صرف چند ٹوٹر منہ بسور کر بدعت بدعت کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں یہ وہی ہوا کہ بوقت ولادت عرش تا فرش ساری مخلوق

رسول اللہ ﷺ پر خوشیاں منا رہی تھی صرف ابلیس بیچارہ نہ صرف مغموم تھا بلکہ دھاڑیں مار کر رو رہا تھا۔

انکشاف:

شیطان ابلیس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے قسم کھا کر کہا تھا کہ اولاد آدم سے ہی میں اپنے ہمنا بنائوں گا چنانچہ احادیث سے ثابت ہے کہ یوم میلاد میں صرف ابلیس کے گھر میں سوگ منایا گیا اس وقت سے یہودیوں کو ہمنا بنایا پھر ہر صدی میں مختلف رنگ و روپ سے نبوت دشمنی پر امت مصطفویہ میں سے اولاد آدم کو اپنے ساتھ ملا لیا ہمارے دور میں دشمنان میلاد کھڑے کر دیئے ان بیچاروں نے تقریب کے خلاف مختلف طریقوں سے تخریب کاری کی مثلاً ابتداً شور مچایا میلاد بدعت ہے لیکن اب وہ خود کرنے لگے اگرچہ نام بدلے ہیں کام تو وہی ہے پھر ایک عرصہ تک راگ الاپا کہ ۱۲ ربیع الاول کو جلوس نکالنا حرام ہے اللہ نے انہیں سزا دی کہ سال میں کئی جلوس نکالیں اور جوتے بھی کھائیں پھر وہ شور ابھی قائم دائم تھا تو دوسرا طوفان کھڑا کر دیا کہ ۱۲ ربیع الاول کو تو حضور ﷺ کی وفات ہے اسی لئے بجائے خوشیوں کے سوگ منایا جائے۔ اہل انصاف اور اہل علم سے اپیل ہے کہ فقیر کا یہ رسالہ ٹھنڈے دل سے مطالعہ کر کے خود فیصلہ فرمائیے کہ اس ٹولی کا کیا مقصد ہے کہ جمہور از صحابہ تا حال کی بات سے انکار اور ایک نجومی کی غلط تحقیق پر زور شور۔ اس سے خود سمجھ لیں کہ انکے دل میں کون سا چور چھپا بیٹھا ہے اور کیوں؟

فقط والسلام

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور

۲۶ صفر ۱۴۱۳ھ